مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

سنو اور کان کھول کر سنو

احرار دنیا میں مٹنے کے لیے نہیں بلکہ ظلم اور سرکشی کو مٹانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ بس احرار کا دنیا میں ایک کام ہے کہ حق بات کہیں اور اس کی پاداش میں مٹ جائیں ـــــ تقریر مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی

قادیان ۲۳، مارچ ۱۹۳۲ء

جلد ۳

۱۸ تا ۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۹ تا ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء

شمارہ ۲۴

خصائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

حدثنا ابو سلمة یحیی بن خلف حدثنا بشر بن المفضل عن خالد الحذاء عن عبداللہ بن شقیق قال سالت عائشة عن صلوٰة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصلی قبل الظهر رکعتین و بعدها رکعتین و بعد المغرب رکعتین و بعد العشاء رکعتین و قبل الفجر ثنتین۔

ترجمہ ۔ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نوافل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے دو رکعت ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز سے قبل بتلائیں ۔

فائدہ ۔ اس میں بجز ظہر کے قبل دو سنتوں کے علاوہ باقی میں حنفیہ کا اتفاق ہے۔ ظہر کی سنتیں حنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے ذیل وضاحت سے گذر چکا ہے ۔ بخاری شریف میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت اور صبح سے قبل دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے اس لیے اس کو کبھی کسی ضرورت پر محمول کریں گے ۔

حدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن ابی اسحٰق قال سمعت عاصم بن ضمرة یقول سالنا علیاً عن صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من النهار فقال انکم لا تطیقون ذلك قال قلنا من اطاق منا ذلك صلی فقال کان اذا کانت الشمس من ههنا کهیئتها من ههنا عند العصر صلی رکعتین واذا کانت الشمس من ههنا کهیئتها من ههنا عند الظهر صلی اربعا ویصلی قبل الظهر اربعا وبعدها رکعتین وقبل العصر اربعاً یفصل بین کل رکعتین بالتسلیم علی الملئکة المقربین والنبیین ومن تبعهم من المومنین والمسلمین ۔

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ان نوافل کے متعلق استفسار کیا جن کو آپ دن میں پڑھتے تھے (رات کی نوافل یعنی تہجد وغیرہ ان کو پہلے سے معلوم ہوں گی تہجد کی نماز بالخصوص کثرت سے منقول ہیں اور مشہور ہیں) حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت کہاں رکھ سکتے ہو (یعنی جس اہتمام وانتظام اور خشوع خضوع سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے وہ کہاں ہو سکتا ہے اس سے مقصود تنبیہ تھی کہ محض سوال اور تحقیق سے کیا فائدہ جب تک عمل کی سعی نہ ہو) ہم نے عرض کیا کہ جو طاقت رکھ سکتا ہوگا وہ پڑھے گا اور جو طاقت نہیں رکھے گا وہ معلوم کر لے گا تاکہ دیکھا

باقی ص ۱۵ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

کراچی

شمارہ نمبر ۳۴

فہرست

۱. خصائل نبوی حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲. گلدستہ معرفت حضرت مولانا سید حسین مدظلہ	۴
۳. ابتدائیہ مولانا سعید احمد جلالپوری	۵
۴. مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی رح مولانا تاج محمد صاحب	۷
۵. رحمت للعالمین کی بچوں پر شفقت محمد عبد اللہ صاحب	۱۰
۶. نفاذ اسلام جناب سمیع اللہ صاحب	۱۴
۷. مس روؤفو	۱۵
۸. آپ کے مسائل کا حل مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۶
۹. مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون؟ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رح	۱۸
۱۰. اسلام معاشرہ مولانا ابوالحسن علی ندوی	۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۷۰ روپے
ششماہی ــــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، او مان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A سائرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ انڈیا

خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

فتنۃ النساء

فرمایا کہ اس دور میں جب کہ بے حیائی اور بے پردگی عورتوں میں عام ہوگئی ہے۔ ان کے فتنہ سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ جو مرد سادہ لوحی یا بے وقوفی سے ان کے فتنہ کے جال میں پھنس گئے اُن کا دین اور دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ آج کل ان کا فتنہ اپنے شباب پر ہے۔ شیطان ان کے ذریعہ سے انسانوں کا دین و ایمان خوب تباہ کر رہا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اَلنِّسَاءُ حِبَالَۃُ الشَّیْطَانِ "عورتیں شیطان کا پھندا ہیں۔"

اور ان کے فتنہ سے پناہ مانگنے کی دعا بھی امت کو سکھائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النِّسَاءِ "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عورتوں کے فتنہ سے!"

شیطان خود تو ملعون اور دوزخی ہو ہی چکا ہے مگر اپنے ساتھ جس قدر اولاد آدم کو دوزخ میں جھونک سکتا ہے، جھونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شفقت سے واضح الفاظ میں قرآن پاک میں ہم کو بتلا دیا ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ "بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔"

اس کی دشمنی انسان کے ساتھ ازلی ہے کیونکہ ہمارے ابوالآباء سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث اس کو اللہ تعالیٰ نے منکر اور کافر قرار دے دیا۔ اور اس کو قیامت تک کی مہلت بھی عطا فرمادی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اثناء میں وہ اپنے سارے حربے اولاد آدم کو دوزخ میں دھکیلنے کے کرے گا۔ اور کر رہا ہے، ہوشیار اور عاقل انسان وہی ہے جو شیطان اور اس کے آلۂ کار جن میں عورتیں بھی درجہ اوّل میں شامل ہیں ان سے ہمہ وقت چوکنا رہے۔

فرمایا کہ جو تقدیر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرما دی وہی عین خیر ہے۔ اور ہماری تجویز کردہ ساری باتیں سخت مضر اور غیر مفید، تفویض سے مراد ہے خالق تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہنا۔ اور تجویز کہتے ہیں اپنی رائے کو ڈھونڈنا اور اپنی چاہی سی کرنا۔

یہ بات ہر مومن کے نزدیک بدیہی اور جزو ایمان ہے کہ اپنی رائے پر چلنا بالکل اندھیرے میں قدم رکھنا ہے۔ کیونکہ بندہ کو اگلے لمحہ کی خبر نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ اور حق تعالیٰ کا علم بسیط و محیط ہے۔ وہ عالم غیب و شہادۃ سب کے جاننے والے ہیں۔ اس لیے وہ جو کچھ ہمارے لیے حکم کرتے ہیں وہ عین حکمت ہے اور اس کے خلاف کرنے میں ہر لمحہ پر خطرہ ہے۔

پس بندہ کے لیے لازم ہوا کہ اپنی تجویزات کو ترک کرکے تفویض پر سر تسلیم خم کیے رکھے کہ اسی میں خیر ہے اور اسی میں اطمینان قلب اور بندگی کا باقی صلا پر

ابتدائیہ

زرتشت منیر احمد قادیانی کی معطلی

"اعلیٰ حکام نے اوورسیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن کراچی کے سربراہ اور مبینہ طور پر قادیانی زرتشت منیر احمد کو ملازمت سے معطل کردیا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق یہ کارروائی وفاقی تحقیقاتی ادارے کی تحقیقات کے بعد کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کارپوریشن کے اعلیٰ افسروں کے خلاف صدر مملکت تک مبینہ غبن، بے قاعدگیوں اور فراڈ کی شکایات بھی کی گئی ہیں۔ جب کہ سعودی عرب سے ۲۲ افراد جنہیں مبینہ طور پر قادیانی بتایا گیا ان کی پاکستان واپسی کو بھی کارپوریشن کے لیے نقصان دہ قرار دیا جارہا ہے اور اس طرح کارپوریشن کے ذریعے بیرون ملک ملازمت دلانے کے کاروبار میں بھی کمی واقع ہوگئی ہے ان ذرائع نے کہا کہ وفاقی سیکریٹری محنت ایس ایم اے کاظمی کو کارپوریشن میں مبینہ غبن و بے قاعدگیوں کی رپورٹ دے دی گئی ہے۔ بتایا گیا کہ ایف آئی اے سے قبل ہونے والی ایک تحقیقاتی ٹیم نے ملک کے اعلیٰ حکام کی ہدایت پر کارپوریشن کے سابق مینجنگ ڈائریکٹر، کراچی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر، زرتشت منیر احمد، او ای سی کراچی کے افتخار خان، او ای سی ایکسپریس کے عارف حمید اور ایک اور افسر جاوید اقبال کے مقدمات سخت الزامات کی تحقیقات بھی کی ہیں انہوں نے کہا کہ کراچی آفس کے سربراہ جو کہ مبینہ طور پر معروف قادیانی ہے کے خلاف لاکھوں روپے کے کیشن کی تحقیقات بھی جاری ہیں جب کہ اس نے عدالت عالیہ سے ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کی ہوئی ہے بتایا گیا کہ کارپوریشن کے ذیلی ادارے اوورسیز ایکسپریس کو بند کردیا گیا ہے جو کہ بے قاعدگیوں، مبینہ غبن اور بدنظمی کے باعث نقصان کا شکار ہوگئی تھی۔ ان ذریعوں نے کہا کہ ای ڈی کراچی کو معطل کرتے ہوئے بھی مبینہ طور پر فنی گنجائش رکھتے ہوئے اعلیٰ حکام نے کہا کہ وہ تین ماہ کے عرصہ کے لیے معطل کیا جارہا ہے۔ ان ذرائع نے کہا کہ ملازمت کی معطلی میں عرصہ مقرر نہیں کیا جاتا۔ مزید بتایا گیا کہ تحقیقاتی ادارے کو ریکارڈ کے حصول میں بھی سخت دشواری کا سامنا ہے کیونکہ ریکارڈ کو اپنی جگہ سے خفیہ مقام تک پہنچانے کے بارے میں بتایا جارہا ہے۔ بتایا گیا کہ لاکھوں روپے کے مبینہ غبن و فراڈ کے سلسلہ میں ایف آئی اے کو کارپوریشن کی طرف سے تحقیقات کی پہلے ہی درخواستیں دی گئی ہیں جن پر سابق سربراہ کی موجودگی کے سبب اور اس کے اثر کی وجہ سے عمل نہیں ہوسکا ہے تاہم ایف آئی اے نے اب مزید تحقیقات شروع کی ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲۳ جنوری ۱۹۸۵ء)

گذشتہ صحبت میں قادیانی تلبیس کی ایک تازہ ترین مثال کی روشنی میں حکومت سے گذارش کی گئی تھی۔ کہ قادیانی مہروں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ آج کی صحبت میں بھی قارئین نے مرزائی امت کے ہونہار چشم و چراغ ـــــ زرتشت منیر احمد کی کارکردگی سے متعلق روزنامہ نوائے وقت کی خبر ملاحظہ فرمائی جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی کس قماش کے ہوتے ہیں اور ان کی تربیت کس طرح سے کی جاتی ہے اور وہ قوم و ملک کے حق میں کس قدر مخلص ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر ان کی نگاہوں میں قانون کی کیا اہمیت اور قدر و منزلت ہوتی ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے بار بار اس پر تشویش کا اظہار کیا جاتا رہا کہ اوورسیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن کراچی کا سربراہ زرتشت منیر احمد انتہائی بدبودار اور سڑا ہوا قادیانی ہے۔ اور اس کا اس عہدہ پر رہنا قوم و ملک کے مفاد میں بہتر نہیں اور وہ غبن، فراڈ اور بے قاعدگیوں کے علاوہ سینکڑوں قادیانیوں کو مسلمانوں کے پاسپورٹ پر سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک میں جہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، بلا دھڑک بھیج رہا ہے۔ نیز حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ فوراً اس کو معطل کر کے اس کے خلاف تعزیری کاروائی کی جائے۔ مگر نامعلوم کن وجوہات کی بنا پر ہماری مصلحت پوش انتظامیہ اس کو اب تک ٹالتی رہی ہے۔

بدقسمتی سے جب وہ رنگے ہاتھوں دھر لیا گیا تو ہماری انصاف پسند انتظامیہ نے ایسی قابل تقلید فراخ دلی کا ثبوت دیا جس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی، کیا ایسا شخص بھی کسی رعایت کا مستحق ہوسکتا ہے۔ جس کے خلاف صدر مملکت کو شکایات گئیں ہوں اور وفاقی تحقیقاتی ادارے کی تحقیقات کے مطابق ثابت ہوجائے اس کے خلاف لاکھوں روپے کے غبن کی کیشن تحقیقات کر رہا ہے، اور وہ ۲۲ قادیانیوں کو مبینہ طور پر سعودی عرب بھیج چکا ہے جو تاحال وہاں موجود ہیں۔ اور اس کی رسائی اور اثر رسوخ کا یہ عالم ہو کہ ایف آئی اے کا عملہ بھی اس کے خلاف تحقیقات کرنے سے قاصر رہا ہو۔ اور اس کے خلاف قائم کیے گئے تحقیقاتی ادارہ کو ریکارڈ حاصل کرنے میں سخت دشواریوں کا اس لیے سامنا کرنا ہو کہ ریکارڈ کو خفیہ مقام تک پہنچا دیا گیا ہو پھر اوورسیز ایکسپریس کو (جو کارپوریشن کا ذیلی ادارہ تھا) محض اس لیے بند کر دیا گیا کہ وہ مذکورہ قادیانی کی کارستانی کے باعث نقصان کا شکار ہوگیا تھا۔

جب ایسا شخص کسی رعایت کا مستحق نہیں تو ہم پوچھنا چاہیں گے کہ اس کی ضمانت قبل از گرفتاری کیونکر کی گئی؟ پھر ایسے سنگین مجرم کے ساتھ رعایت برتتے ہوئے مبینہ طور پر خلاف قانون اُسے صرف تین ماہ کے لیے معطل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ جب کہ قانوناً ملازمت سے معطلی کی مدت مقرر نہیں کی جاسکتی؟

کیا یہ سب آئینی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے؟ کیا یہ کھلی مرزائیت نوازی نہیں؟ کیا اس سے مرزائیت اور لاقانونیت کو فروغ نہیں ملے گا؟ ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے کہ کہیں متعلقہ ادارہ میں اعلیٰ پوسٹ پر کوئی قادیانی تو نہیں بیٹھا؟ خدا را پاکستان پر رحم کیجیے اور اس کو مرزائیوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیے۔

سعید الرحمٰن علوی

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

قادیاں کے دکھی دل مسلمانوں کی پکار

مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی

۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء ایک تاریخی دن ہے۔ اس روز آل انڈیا مجلس احرار کے صدر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی پہلی مرتبہ قادیاں پہنچے۔ اسٹیشن سے شہر تک صدر مجلس احرار کا استقبال ان لوگوں کے دلوں کا آئینہ دار تھا جنہیں مرزائیوں نے نصف صدی سے غیر قادیانی ہونے کے جرم میں پریشان کیا ہوا تھا۔ بٹالہ، گورداسپور، پٹھانکوٹ اور مضافات کے ہزارہا شہری اور دیہاتی مسلمانوں نے والہانہ استقبال کیا۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے قادیاں پہنچنے پر خوف و ہراس کی اس سیاہ چادر کے چیتھڑے اڑ گئے جو مرزائیوں نے مسلمانانِ قادیاں پر تان رکھی تھی۔ استقبالیہ ہجوم کے چہروں کی رونق غمازی کر رہی تھی۔ کہ کفر کے ستائے ہوئے دل ایمان کی روشن قندیل سے منور ہو رہے ہیں۔

ہندو سکھ تو کافر تھے لیکن مرزائی دستور نے مسلمانوں کو بھی کافر قرار دیا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ قادیاں میں کاروبار بھی مرزائیوں کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ دکاندار سکھ ہو یا مسلمان سب کے لیے قادیانی خلیفہ مرزا محمود کے حکم پر ناظر امور عامہ نے حسب ذیل معاہدہ تجارت شائع کیا ہوا تھا۔ جو دکان کے دروازے پر لٹکا رہتا تھا۔

معاہدہ تجارت

(۱) قادیاں کی جماعت احمدیہ نے جو معاہدہ تجارت شائع کیا ہے۔ مجھے منظور ہے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں ضروریات احمدیہ کا خیال رکھوں گا۔ اور جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے اس کو بلا چون و چرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہوں گی ان کی بھی پابندی کروں گا۔

(۳) میں معاہدہ کرتا ہوں کہ میرا جو جھگڑا احمدیوں سے ہوگا اس کے لیے امام جماعت احمدیہ قادیاں کا فیصلہ میرے لیے حجت ہوگا۔

(۴) میں ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خریدوں گا۔

(۵) معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں بیس روپے سے اسی جرمانہ ادا کروں گا۔

(۶) مبلغ بیس روپے پیشگی جمع کراؤں گا۔

(۷) اگر میرا جمع شدہ روپیہ ضبط ہو جائے گا تو مجھے اس کی واپسی کا حق نہ ہوگا۔

(۸) میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجلس میں شریک نہ ہوں گا۔

یہ تھے قادیاں کے مذہبی، معاشرتی، سیاسی حالات جن سے تنگ آکر یہاں کے مسلمانوں نے مارچ ۱۹۳۲ء میں بٹالہ کے حاجی عبدالرحمٰن اور حاجی عبدالغنی کی امداد اور تعاون سے مجلس احرار قائم کی۔ صدر آل انڈیا مجلس احرار اسلام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اسی جماعت کی دعوت پر قادیاں پہنچے۔ مولانا کا قادیاں میں استقبال دکھی دلوں کی آواز تھی۔ قادیان کے عوام نے مولانا کو حسب ذیل سپاسنامہ پیش کیا۔

سپاس نامہ

حضرت قبلہ عالم !

ہم اراکین مجلس احرار اسلام قادیاں حضور کی خدمت اقدس میں نہایت صدق دل سے آپ کے ورود مسعود پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور خلوص دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ نے ہم بیکس اور ناتواں مسلمانوں کی ایسی حالت میں دستگیری کی جب کہ ہم جبر و استبداد کی چکی میں بالکل پس چکے تھے۔ ہم نے ان لوگوں (مرزائیوں) سے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں کی۔ ہمارا صرف یہی گناہ ہے کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں صرف اسی گناہ کی پاداش میں ہم ایک عرصہ سے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ہوتے تھے۔

قادیاں میں مسلمانوں سے سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اکے دکے آدمی پر حملے کیے جاتے ہیں۔ شہری عام گذرگاہوں پر پھاٹک لگائے جاتے ہیں۔ مکان مسمار کیے جاتے ہیں۔ اشتہار پھاڑ دیے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مسجدوں کے گرانے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ اختلاف عقائد کی بنا پر قتل کو جائز قرار دیا جاتا ہے چنانچہ حاجی محمد حسین صاحب شہید کی شہادت کا واقعہ حضور کو یاد ہوگا۔

حضرت مولانا! یہ تمام حقائق حقیقت سے برتر ہیں ایسے حالات میں جب ہم اپنے انجام پر غور کرتے ہیں تو ہماری روح کانپ اٹھتی ہے۔ حکومت بھی ان لوگوں کی منافقانہ وفاداری سے دھوکہ کھا چکی ہے۔ اور حکومت بھی نوٹس نہیں لیتی۔ جناب کی خدمت میں صحیح عرض کرتے ہیں کہ ہم قادیاں میں برطانوی حکومت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم پر قادیانی جماعت ـــــ کی حکمرانی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قادیاں میں برطانوی حکومت کا نظام برہم ہو چکا ہے۔ اس لیے ہم لوگوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ قادیاں سے غیر احمدیوں کو کان سے پکڑ کر نکال دینا ہر روز کا مشغلہ ہے۔ جرمانوں اور بیدزنی کی سزا دی جاتی ہے۔ قتل تک ہضم کر لیے جاتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ محمد امین کو دن دہاڑے قتل کیا گیا۔ قاتل اقبال جرم کرتا ہے مگر کوئی مقدمہ نہیں چلتا۔

باقاعدہ امور عامہ، امور داخلہ، امور خارجہ مقرر ہیں۔ محکمانہ ساز ہائی کورٹ اور اس کے تحت لوئر کورٹ موجود ہے۔ خصوصیت سے مسلمانوں کے متعلق ان کی پالیسی یہ ہے کہ مسلمانوں کو قادیاں سے نکال دیا جائے۔ ان کا مذہبی عقیدہ بھی یہی ہے چنانچہ سال گذشتہ قادیاں کے موجودہ پریذیڈنٹ کا عدالت میں بیان ہوا۔ اور اس نے علی الاعلان کہا کہ قادیاں کے غیر احمدیوں کے لیے دو صورتیں ہیں کہ یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس کو چھوڑ کر قادیانی ہو جائیں یا قادیاں سے باہر نکل جائیں۔ آپ ہی فرمائیں کہ جب حکومت کا یہ وطیرہ ہو کہ وہ خود اپنے نظام کو درہم برہم ہوتا دیکھ کر کوئی حرکت نہ کرے۔ اور ہمارے متعلق مخالف جماعت کی جدوجہد ہو۔ کہ مسلمانوں کو قادیاں سے نکال دیا جائے۔ تو ایسی صورت میں ہمارا نیست و نابود ہو جانا ضروری ہے۔

بس ہمارا آخری سہارا خداوند عالم ہے کہ جس نے آپ جیسی بزرگ اور مقدس ہستیوں کو ہم مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کے لیے آمادہ کیا۔ ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ آپ کی اور آپ کی جماعت کے لیے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ـــــ کو اور آپ کی مقدس جماعت کو بیش از بیش خدمتِ اسلام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر مجلس احرار! ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل میں مقامی دفتر کا انتظام مولانا عنایت اللہ صاحب چشتی کے سپرد کر دیا ہے۔ ہر ہفتہ قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس بٹالہ اور ان کے رفقاء کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ انہوں نے مقامی مجلس کے قیام میں ہر ممکن امداد فرمائی۔ آخر میں پھر حضور کی خدمت میں صدق دل سے مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور آپ کے ورود مسعود پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم ہیں آپ کے ناچیز خادم

اراکین مجلس احرار اسلام قادیاں

جواب سپاسنامہ

صدر مرکزیہ مجلس احرار اسلام نے سپاسنامہ کے جواب میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے: یہ سپاسنامہ مجلس احرار

کی طرف سے نہیں بلکہ کسی سرکار پرست جماعت کی طرف سے معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ احرار اور ایسی بزدلی کا مظاہرہ؟

سنو اور کان کھول کر سنو

احرار دنیا میں مٹنے کے لیے نہیں بلکہ ظلم اور سرکشی کو مٹانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ پس احرار کا دنیا میں ایک کام ہے کہ حق بات کہیں اور اسکی پاداش میں مٹ جائیں۔ اس فنا کے بعد بقا کا جدید دور شروع ہوتا ہے۔ اس کے لیے فنا کے درجہ میں بقا کا راز مضمر ہے۔

مرزائیو! تم نبوت کی بحث کس سے کرتے ہو۔ جو سرے سے مرزا غلام احمد کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔ آؤ تم کو مدعی نبوت کا حال سناؤں کہ ریگستان کے لق و دق صحراء میں تنہا بے چارگی کے عالم میں توحید بلند کرتا ہے۔ اپنے پرائے دشمن ہوگئے۔ قتل کے منصوبے کیے گئے۔ وطن سے نکلنا پڑا۔ اس پر بھی کفار مکہ سے کسی قسم کی درخواست نہ کی۔ کفار آئے اور انہوں نے صرف اس قدر کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں ہم آپ کے خدا کو برا نہیں کہتے۔ اگر کوئی قادیان کا نبی ہوتا تو کہتا کہ صورت بہت اچھی ہے چلو مان جاؤ مگر سرکار دوعالم نے فرمایا کہ میرے دائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تو پھر بھی اعلائے کلمۃ الحق سے ہٹ نہیں سکتا۔

یاد رکھو! سچا جب کمزور ہوتا ہے تو وہ اپنی بہادری اور شجاعت کا عظیم الشان مظاہرہ کرتا ہے اور جب طاقتور ہوتا ہے تو اپنے دشمنوں تک کے لیے رحیم ہوتا ہے۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ مرزا محمود نے اپنے خطبے میں کہا ہے کہ اب انگریز بھی ہم سے ناراض ہے۔ میں کہتا ہوں کیونکہ خدا بھی کبھی کبھی اپنے دین کی حمایت کفار سے کرالیتا ہے۔ البتہ جب خداوندان لنڈن ناراض ہوگئے تو وحی کون بھیجے گا۔

میں قادیان کے مسلمانوں کو پھر کہتا ہوں کہ جرأت اور بہادری سے خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے پرامن طور پر علم توحید بلند رکھیں۔ میں خوش ہوں گا کہ میں قادیان کے مسلمانوں کو یقین دلانے آیا ہوں کہ حکومت بے شک اپنے منافق اور وفادار ٹوڈی کو ریوالور، پستول اور دوسری قسم کے ہتھیار ہمارے سینوں کو چھلنی کرنے کے لیے دے۔ اس کی مطلق پرواہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آج ہمارے سینے ان نشانوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں تو آنے والا کل ان گولیوں کا منہ دوسری طرف پھیر دے گا۔ منافقت ایک عرصہ تک چھپائی جاسکتی ہے۔ لیکن ہمیشہ کے لیے نہیں۔ مرزائی اسلام میں ایک فتنہ کھڑا کیا گیا ہے۔ قادیان کے مسلمانو تمہارا فرض ہے کہ اس فتنے کو جس قدر جلد مٹا سکتے ہو مٹا دو۔ اور اس کے عوض تمہارے سر پھوڑ دیئے جائیں۔ تمہیں گولی کا نشانہ بنایا جائے تو بے تابانہ موت سے بغلگیر ہوجاؤ۔ خدا کی قسم میں اس وقت کا منتظر ہوں کہ قادیان کی گلیوں میں احرار رضاکاروں کے خون کی نہریں چلیں۔ تب میں سمجھوں گا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ اگر میرے ــــ رفقاء اس مشن کو پورا کرتے ہوئے مرزا محمود کے حواریوں کے ہاتھوں قادیان میں قتل ہوجائیں۔ تو یہ سودا مہنگا نہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اس کفر کے ہاتھ سے محفوظ ہوجائے۔ سید غریب شاہ کو مرزائیوں نے مارا ہے تو میں سمجھا کہ انہوں نے سید کے لعل کو پیٹا ہے۔ اب ان کی موت آگئی ہے۔ یہ غریب شاہ کی موت کا نتیجہ ہے کہ آج حبیب الرحمٰن تم کو قادیان میں نظر آرہا ہے۔ اسی طرح اگر ایک اور احرار والنٹیر قتل کر دیا جائے۔ تو پھر انشاءاللہ تعالیٰ قادیان میں ہماری حکومت ہوگی۔ قادیان کے مسلمانوں کو مرزا محمود کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اس نے مباہلہ بلڈنگ جلائی۔ حاجی محمد حسین کو شہید کیا۔ غریب شاہ کو پیٹا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تم کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ ہمارا جب کوئی والنٹیر شہید ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کام کے لیے راستہ کھل گیا۔ الٰہی بخش شہید کو جب کشمیر کے محاذ پہ برچھا لگا تو اس نے زور سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ مارا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں بھی الٰہی بخش جیسا جذبہ پیدا ہوجائے۔

قادیان میں مجلس احرار قائم ہوچکی ہے۔ اس کی دل کھول کر امداد کریں۔ پرائمری سکول اور تعلیم القرآن کے لیے درس گاہ کی ضرورت ہے۔ میں نے سنا ہے یہ جلسہ سکھوں کی زمین پر ہو رہا ہے جس پر ہم نے اذان دے کر نماز

باقی صفحہ

رحمۃ للعلمینؐ کی بچوں پر شفقت

تحریر:۔ محمد عبد اللہ صاحب صدیقی

سرورِ کونین، رحمتِ دارین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہر ہر مخلوق کے حقوق واضح فرمائے اور وہ بھی درجہ بدرجہ اور فرقِ مراتب کے باوصف۔ چنانچہ نونہالوں اور مستقبل کے معماروں کے ساتھ آپ خود کس طرح شفقت۔ محبت اور بے پناہ الفت کے ساتھ معاملہ فرماتے تھے۔ اس کا نقشہ احادیثِ مبارکہ اور سیرۃ مطہرہ سے کچھ یوں آشکارا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بڑی شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمایا کرتے۔ بچوں کی اہمیت، افزائی اور حوصلہ بخشی آپ کا مستقل طریقۂ سلوک تھا۔ بچے قریب آتے تو آپؐ ان کو گود میں لے لیا کرتے۔ بڑی محبت سے ان کو کھلاتے۔ ان کے ساتھ کھلا(یا) کرتے۔ کبھی تو آپؐ بچے کے سامنے اپنی زبان مبارک نکال دیا کرتے۔ بچہ اسے چوستا۔ خوش ہوتا اور کھیلتا رہتا۔ سبحان اللہ آپؐ بچوں سے کس قدر بے تکلفی اور دلداری سے پیش آتے کہ استراحت فرما ہوتے اور بچے آجاتے تو لیٹے لیٹے اپنے مبارک قدموں کے تلووں پر بچے کو بٹھا لیتے۔ ٹکا لیتے اور پھر جھولے دے دے کر اس خوش طبعی کی انتہا کر دیتے۔ اور کبھی لیٹے لیٹے بچے کو اپنے سینۂ اطہر پر بٹھا لیتے۔

اگر کبھی کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپؐ انہیں ایک قطار میں کھڑا کر دیتے۔ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں اور بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور ارشاد فرماتے بھئی! تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ۔ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھوئے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔ بس پھر کیا تھا کہ بچے دوڑ دوڑ کر بھاگ کر آپؐ کے پاس آتے۔ کوئی آپؐ کے پیٹ پر گرتا اور کوئی سینۂ اطہر پر۔ آپؐ ان کو سینہ مبارک سے لگا لیتے اور پیار کرتے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے قریب سے گذرتے تو ان کی معصومیت اور تربیت کا اتنا خیال فرماتے کہ ابتداءً انہیں خود اپنی زبان مبارک سے السلام علیکم کرتے پھر سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھا لیتے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خوش قسمت آنکھوں نے اور دوسرے بازار سے گزرنے والے لوگوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ آپؐ تشریف لے جارہے ہیں۔ دونوں کاندھوں ـــــــ پر دو بچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف کا شانۂ مبارک حضرت اسامہؓ کے قبضے میں ہے تو دوسرا حضرت حسنؓ کی بیٹھک بنا ہوا ہے۔ جب یہ دونوں کمسن بچے تھے ناگاہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ منظر ملاحظہ فرماتے ہیں تو فرطِ حیرت ومسرت سے کہہ بیٹھے۔ سبحان اللہ! کیا خوب سواری ہے!! رحمۃ للعالمین انکی بات پر ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ بھی تو دیکھو سوار خود کتنے اچھے ہیں! اللہ اللہ یہ شفقت و رحمت اور اندازِ محبت کیا کہنا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ماں کو دیکھتے

اپنے بچے کو پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے۔ کبھی ذکر آجاتا ماں کی بچے سے محبت کا تو ارشاد فرماتے:

"اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اُس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔"

نماز کے اوقات میں مقتدی عورتوں میں سے کسی کے بچے کی رونے کی آواز آپ سن لیتے تو آپؐ نماز کو مختصر کر ڈالتے کہ مبادا بچے کی ماں بے چین ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے۔ سواری پر سوار ہوتے اور راستے میں کوئی بچہ مل جاتا تو کمال شفقت سے بچے کو اٹھا کر اپنے آگے یا پیچھے سواری ہی پر بٹھا لیتے اور پھر اسے بھی سواری کا مزا چکھا کر خوش کرتے اور گھماتے پھراتے۔

بچوں میں حق تعالیٰ سبحانہ نے یوں ہی کشش اور رغبت ان کے بھولپن اور معصومیت کے سبب رکھی ہی ہے مگر خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مقناطیسیت بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ بچے بھی آپؐ سے بہت رغبت رکھتے دیکھ پاتے تو لپک کر آپؐ کے پاس جا پہنچتے۔ آپؐ ایک ایک کو گود میں اُٹھاتے۔ پیار کرتے اور کوئی کھانے یا کھیلنے کی چیز عنایت فرماتے۔ کبھی تازہ پھل اور کبھی اور چیز جو بچے کو خوش کرنے والی ہوتی۔ آپؐ ارشاد فرمایا کرتے۔

"جو ہمارے چھوٹوں پر رحم (شفقت و محبت) نہیں کرتا اور جو ہمارے بڑوں کی توقیر (عزت و تعظیم) نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔"

بقیہ: مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ؒ

ادا کی۔ حالانکہ میں اسلام کی رو سے سکھوں کو کافر جانتا ہوں۔ کافروں نے اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا مگر نبوت کے دعوے داروں کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی۔ میں آخر میں حکومت کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے وفاداروں کو قانون شکنی سے روک دے۔ ان کی ڈنڈا فورس توڑ دے۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے لئے تو چھڑی تک رکھنا جرم ہے مگر قادیان میں ڈنڈا فورس غنڈوں کی طرح دندناتی پھرتی ہے۔ اگر قانون شکنی جائز ہے اور حکومت خود کو قانون شکنی پر مجبور کرنا چاہتی ہے تو اسے گذشتہ واقعات کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اس کی ایسی ہی روش نے دارورسن کو بوسہ دینے والے لاکھوں انسان پیدا کر دیئے تھے۔ جرالوں نے اپنے سینوں کو گولیوں کا نشانہ بنوایا تھا۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا۔ جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ تقریر ختم کرنے سے پہلے میں ایک بار پھر کہوں گا کہ ہم قادیان میں کسی طرح کی بدامنی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ احسن طریقے پر تبلیغ کریں گے۔ مجلس احرار کشمیر اور کپورتھلہ کی تحریک میں اس قدر مصروف ہے کہ اسے دوسری فرصت نہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی ہم سے الجھنا چاہے تو ہم میدان سے بھاگ جائیں گے۔ (تقریر کے بعد ایک مرزائی نے مولانا کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا) دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

(کاروان احرار جلد اوّل)

بقیہ: مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون

سر ظفر اللہ قادیانی نے انگریز کے خود کاشتہ پودے "قادیانیت" کی پوری آبیاری کی اور اس کے بیج کو لے جاکر عالم عرب اور تمام عالم میں بو دیا جو آج ستائیس برس کے بعد اتنا تناور اور قوی درخت بن گیا۔ جس کی ایک مثال آپ کے سامنے "ربوہ" کا حادثہ ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس کا آخری فیصلہ کیا جائے۔ یہ طاقت جس منزل پر پہنچ گئی ہے تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔

ع عیاں را چہ بیاں

ہماری حکومت کی چشم پوشی و غفلت اور رواداری کی وجہ سے خطرناک مرحلہ میں داخل ہوگئی ہے اگر اس وقت مزید غفلت سے کام لیا گیا تو اس کے نتائج "خاکم بدہن" اتنے خطرناک ہوں گے کہ جس کا تصور بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا۔

قسط ۲

تحریر جناب سمیع اللہ صاحب اسلام آباد

نفاذ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے بنیادی تقاضوں کے بارے میں چند تجاویز

ریلوے پلیٹ فارموں پر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر سے اذان نشر کرنے کی تجویز اور مساجد کی تعمیر

ملک کے بڑے بڑے شہروں کے پلیٹ فارموں اور جنکشن ریلوے اسٹیشنوں پر متعدد لاؤڈ سپیکر نصب ہیں۔ جن کے ذریعہ گاڑیوں کے اوقات اور ریلوے سے متعلقہ دیگر اہم باتوں کا اعلان کیا جاتا ہے۔

تجویز ہے کہ نماز کے وقت ان لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ اذان کہلوائی جائے۔ تاکہ مسافروں کو نماز کا احساس بھی دامن گیر رہے اور اذان کہنے سے نماز کی ادائیگی میں بھی سہولت ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مومنوں کو یاد دلاتی، نصیحت کرتے رہو کہ یاد دہانی، نصیحت سے مومنوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ پلیٹ فارموں پر بوقت نماز اذان کہنے سے مسلمانوں کو یاد دہانی ہوتی رہے گی اور اس طرح اس اہم فریضہ کی ادائیگی کا اہتمام ہو سکے گا۔

لہٰذا اقامت الصلوٰۃ کے ضمن میں ضروری ہے کہ معینہ اوقات کے مطابق ریلوے پلیٹ فارموں سے لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہی جائے۔ مزید برآں تمام بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں خصوصاً جنکشنوں اور ہوائی اڈوں پر مساجد تعمیر کروائی جائیں تاکہ اسلام کی نشانیاں ظاہر ہوں اور مسلمانوں کو نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں نہ صرف سہولت ہو بلکہ ترغیب کا سامان بھی مہیا ہو۔

حفاظ قرآن کی سرپرستی کرنے کی سفارش

قرآن حکیم ہی اسلامی نظام کی اصل بنیاد ہے۔ حافظ قرآن کا مرتبہ احادیث نبوی کی رو سے بہت بلند ہے مگر ہمارے ہاں وہ حکومت کی بے اعتنائی کا شکار ہے۔ حکومت کے ایماء پر ملک میں کرکٹ، ہاکی وغیرہ کے کھلاڑیوں کی تربیت کی حوصلہ افزائی اور مالی امداد کے لیے ملکی خزانہ سے ہر سال کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ حفاظ قرآن کی حوصلہ افزائی اور مالی معاونت کے لیے حکومت نے آج تک بظاہر کچھ بھی نہیں کیا حالانکہ قرآن پاک کا حفظ کرنا آسان کام نہیں ہے کئی برس کی مسلسل محنت لگن کے بعد قرآن پاک حفظ ہوتا ہے

لہٰذا سفارش کی جاتی ہے کہ جس طرح ملک کے خزانہ سے کروڑوں روپیہ کھلاڑیوں اور دیگر فنکاروں پر مختلف صورتوں میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اور پی۔ایچ۔ڈی کرنے پر جو ایڈوانس INCR-EMENTS یعنی پیشگی تنخواہ میں اضافے اور لینگویج (LANGUAGE) الاؤنس کے نام پر لاکھوں روپیہ سرکاری ملازموں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اس طرح قرآن الاؤنس بھی پورے ملک میں رائج کیا جائے۔ ایسا کرنے سے حفاظ کا دائرہ وسیع تر ہوگا۔ جو غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کے لیے نعمت ثابت ہوں گے۔ جہاں اکثر و بیشتر رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے کے لیے حافظ قرآن نہیں ملتے۔

آج کے دور میں اسلام کی بقا اور عظمت مدارس کی عظمت میں ہے۔ اسلام کی ترقی مدارس کی ترقی ہے۔ کیونکہ یہ مدارس ہی واحد ذریعہ ہیں جو اسلامی نظام کی حقیقی ترویج و ترقی

کو ذریعہ بن سکتے ہیں۔ حکومت جو رقم دنیاوی تعلیم کے لیے خرچ کرتی ہے۔ اس کا ۱۰/ حصہ بھی اسلام کی اشاعت و سربلندی کے لیے صرف کرے تو اسلام خود بخود پھیلتا ہوتا رہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ سرکاری طور پر کم از کم دینی مدارس کے طلبا کو اتنے وظائف اور دیگر سہولتیں دی جائیں جو کہ دنیاوی علوم کے طلبا کو حاصل ہیں۔ تاکہ مالی مشکلات سے نکل کر وہ اپنی تمام تر توجہ دین کے سیکھنے اور سکھانے پر مذکور کر سکیں۔

قرآن پاک میں تحریف کرنے کی اسرائیلی سازش کو ناکام بنانے میں ضروری کاروائی کرنے کا مطالبہ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور یہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لیکن مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں ان کا فرض ہے کہ قرآن پاک کے علم کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں۔ اور ممکنہ حد تک اپنے سینہ میں محفوظ کریں۔ اور من حیث الامت مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم میں ہونے والی ہر تحریف اور ہر سازش کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں۔ جہاں تک پاکستان میں طباعت ہونے والے قرآن پاک میں غلطیوں کا سدباب ہے اس کے لیے وزارت مذہبی امور کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داری پوری کرے جب کہ ایک قانون بھی موجود ہے۔ اس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ اسی طرح پرویزی حضرات نے قرآن مجید کے معانی و مطالب میں جو تحریف کی ہے جیسا کہ ان کی تفسیرات سے ظاہر ہے۔ اس کا بھی مناسب سدباب کیا جائے۔ جہاں تک یہودیوں کی اسلام دشمنی اور اسلام کو کمزور کرنے کی آئے دن سازش کا تعلق ہے وہ اس سے قبل بھی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

لیکن اب اسرائیل نے ایک مذموم اور شرمناک سازش کرکے قرآن پاک میں تحریف کرکے ان کو لیفٹ ہم خیال ملکوں میں تقسیم کرایا ہے۔ مسلمانان عالم کو اس تحریف شدہ قرآن مجید سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اس کے لیے حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ بڑے پیمانے پر احتجاج کیے جائیں اور ذرائع ابلاغ کو پوری طرح استعمال کرکے لوگوں کو ایسے تحریف شدہ قرآن پاک کے نسخے خریدنے سے منع کیا جائے۔ علاوہ ازیں خارجی سطح پر بھی مناسب کاروائی کی جائے۔

منکر حدیث غلام احمد پرویز کو جناب ایک ٹی۔ وی پروگرام میں بطور مفسر قرآن تعارف کرانا اور گھنٹہ بھر اس کے پروگرام کو جاری رکھنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سازش ہے۔ جس کا فوری سدباب ضروری ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ پرویزی فتنہ کا قلع قمع کرنے کے لیے ایک زبردست تحریک چلائیں۔ جیسا کہ تحریک ختم نبوت ہے کہ یہ فتنہ کسی لحاظ سے مرزائی فتنہ سے کم نہیں ہے۔

لوک ورثہ کے فروغ کے لئے تربیتی کورسز کا اہتمام کرنے کے بجائے دعوت الی اللہ کے کورسز کا اہتمام کیا جائے

روزنامہ "پاکستان ٹائمز" مورخہ ۱۴۔ جنوری ۸۴ء کی اطلاع کے مطابق پاکستان نے علاقائی تعاون برائے شمالی ایشیا (REGIONAL CO-OPERATION SOUTH ASIA) کے ممبران جو کہ پاکستان سمیت بھارت، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، سری لنکا، اور مالدیپ پر مشتمل ہے، لوک ورثہ کی قومی انسٹیٹیوٹ (NATIONAL INSTITUTE OF) اسلام آباد کے تعاون سے لوک ورثہ (FOLK HERITAGE) (علاقائی ثقافت، لباس، موسیقی، آرٹ، گیت، رقص وغیرہ) کے فروغ کے لیے تربیتی کورسز منعقد کرانے کی پیشکش کی ہے۔

یہ بات اگرچہ درست ہے کہ پاکستان اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھرپور تعاون کرے مگر یہ تعاون آیات قرآنی کی روشنی میں وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے تحت ہو۔ پاکستان میں احیائے دین کی تحریک کا یہ تقاضا ہے کہ غیر شرعی اور لہو ولعب کے پروگراموں اور سینماؤں میں نہ حصہ لے اور نہ تعاون کرے کیونکہ

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔

ہر دردمند مسلمان یہ محسوس کرتا ہے کہ ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے لوک ورثہ (علاقائی ثقافت یعنی لباس موسیقی، آرٹ، گیت، رقص وغیرہ) کے فروغ کے لیے یہ پیش کش خلاف شریعت ہے۔ اس کی بجائے یہ کورسز دعوت الی اللہ کے موضوع پر منعقد کرائے جائیں۔ تاکہ ہمسایہ غیر مسلم ممالک ایک ابدی پیغام سے روشناس ہوکر اپنی آخرت کو سنوار سکیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام کی اہمیت و ضرورت اور حکومت کی ذمہ داریاں

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کا کام نظریہ پاکستان کی حفاظت کے تحت حکومت کی ایک دستوری ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اشد ضروری ہے کہ حکومت اس کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ ہوکر اس کے نفاذ کو عملی جامہ پہنائے ہم فقط اپنی اصلاح کرکے اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتے کیونکہ ذوکی اُمتی ملت سے وابستہ ہے۔ اور وہ اس کے خیر وشر میں حصہ دار ہوتا ہے کہنے کو تو حکومت اپنے طور پر اصلاح معاشرہ کے لیے مفید کام کر رہی ہے۔ اور اس مقصد کے تحت اس نے اصلاح معاشرہ کے لیے اصلاحی کمیٹیاں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ اصلاحی کمیٹیاں کاغذی کاروائی تک محدود ہیں۔ عملی طور ان کی کوئی کاروائی آج تک منظر عام پر نہیں آسکی۔ دریں حالات حکومت کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ ذرائع ابلاغ (جو کہ نئی نسل کا اخلاق و کردار بگاڑنے میں غیر شعوری طور پر اہم رول ادا کررہے ہیں) کی اصلاح اور احکام اسلام کے نفاذ کے بغیر اصلاح معاشرہ ممکن نہیں۔ اسی طرح خاتمہ سود کے بغیر ظلم' استحصال اور افلاس میں کمی ممکن نہیں۔

جہاں تک اسلامی قوانین کے نفاذ کا تعلق ہے۔ تضاد یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ایک سے زائد قوانین نافذ ہیں۔ جب تک ملکی قوانین کو مکمل طور پر اسلام کے سانچے میں نہیں ڈھالا جاتا نہ موجودہ معاشرے کی اصلاح ممکن ہے نہ فحاشی اور جرائم کی روک تھام ممکن ہے اور نہ ہی ناانصافی، مقدمہ بازی اور رشوت ستانی میں کمی ہوسکتی ہے ہمارے قومی کردار کا ایک تضاد یہ بھی ہے کہ ہم وہ کرتے نہیں جو کہتے ہیں۔ اور ہر شعبہ زندگی میں یہ چیز ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے:

"لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے۔ تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔" (ابن ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا حکم ہے۔ کہ برائی کو حتی الوسع روکا جائے اور نیکی کی ترویج کی جائے۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں تو فریضہ کی ادائیگی کا کام اور بھی ضروری ہوگیا ہے۔ کیونکہ قدم قدم پر معصیت اور برائیوں کی یلغار ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے اصول "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اور جب تک ہم اسکی اہمیت سے غفلت برتیں گے ہم ملک سے منکرات کا خاتمہ نہیں کرسکتے۔

لہٰذا یہ ضروری معلوم ہوجاتا ہے کہ منکرات کے خاتمہ کا کام محتسب اعلیٰ کے محکمہ کے دائرہ کار کو بڑھاکر اس کے سپرد کیا جائے۔ (جاری ہے)

بقیہ : گلدستۂ معرفت

لطف ہے۔ اور یہی راہ سنت ہے اور یہی راہ جنت ہے اسی راہ کی نشاندہی تمام انبیاء علیہم السلام نے کی ہے اسی راہ پر صدیقین، صالحین اور تمام اولیائے امت گامزن ہوچکے ہیں۔

قادیانی خلیفہ دوم
اور
اٹلی کی حسینہ مس رُوفو

ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ مسز فیرارو جو مونڈیل کے ساتھ نائب صدر کی امیدوار تھیں، ناکامی کے بعد اب پچھتر ہزار ڈالر سالانہ کی اس رقم سے بھی محروم ہوگئی ہے جو انہیں کانگرس وومن کی طرف سے ملا کرتی تھی۔ ساتھ ہی بتایا گیا ہے کہ مسز جیرالڈین فیرارو اٹلی کی تارکین وطن میں سے ہے، اٹلی کے ذکر پر ہمیں بے ساختہ اٹلی کی ایک تارکۂ وطن مس روفو یاد آگئیں، جو ایک انگریز کرنل کے بلاوے پر بطور خاص گورنس یہاں پہنچی تھیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرنل سے ملاقات کریں۔ کرنل صاحب ایک وصیت کی بنا پر سونے کی ایک کان کے مالک ہوکر آسٹریلیا چلے گئے۔ مس روفو کے پاس نہ تو واپسی کے لیے رقم تھی اور نہ ہی آسٹریلیا جانے کے لیے۔ مجبوراً وہ سیسل ہوٹل میں ٹھہر گئیں اور بلیرڈ کھیلنے والوں کی خدمت کے معاوضہ میں جو کچھ مل جاتا تھا۔ اس پر گزر کرنے لگیں۔ سیسل ہوٹل کے ساتھ والی کوٹھی تھی، جس میں چودھری ظفر اللہ خاں بیرسٹر مقیم تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پیشوا مرزا بشیرالدین محمود قادیان سے اردو کانفرنس کے سلسلے میں لاہور آئے تو چودھری والی کوٹھی میں ٹھہرے۔ شام کو چہل قدمی کے لیے نکلے تو اُدھر سے وہ نوخیز اطالوی حسینہ بھی سڑک پر نکل آئی۔ مرزا صاحب نے اس کے حسن جہاں سوز سے متاثر ہوکر ظفر اللہ خان سے پوچھا کہ یہ قتالۂ عالم کون ہے؟ ظفر اللہ خان نے پوچھ گچھ کے بعد اُس کا بتایا۔ تو مرزا صاحب نے اسے اپنے بچوں کی گورنس بن جانے کی پیش کش کی اور اچھے خاصے معاوضے پر اُسے ساتھ لے گئے۔

مولانا ظفر علی خاں کو خدا ایسا موقع دے! انہوں نے مرصع نظم اس واقعہ پر کہہ کر زمیندار میں شائع کی۔

اے کشورِ اطالیہ کے باغ کی بہار
لاہور کا دمن ہے ترے فیض سے چمن
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب
تجھ پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن
پیمانۂ نشاط تری ساق صندلیں
میخانۂ سرور ترا مرمریں بدن
پروردۂ فسوں ہے تری چشم سرمہ سا
آوردۂ جنوں ہے تری بوئے پیرہن
پیغمبرِ نشاط تری چلبلی ادا!
پروردگارِ عشق ترا دل رُبا حسن!
جب قادیاں پہ تری نشیلی نظر پڑی
سب نشۂ نبوت ملّا ہوا ہرن!
میں بھی تری چشم فسوں سحر کا معترف
جادو وہی ہے آج جو ہو قادیاں شکن

(بشکریہ نوائے وقت مورخہ ۱۲.۱۱.[illegible])

مسلمانوں سے اپیل

- قادیانیوں سے بائیکاٹ کرو۔
- ان سے سودا مت لو۔

باقی ص۲۲ پر

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

مولوی میاں محمد قریشی :

بوقت درس و تدریس استاد صاحب (مرحوم) نے چاند سے متعلق مسائل کی وضاحب بحوالہ معتبر کتب نیچے دیئے گئے بیانات سے کی ہے آپ نے فرمایا :-

۱۔ وشرط مع غیم للفطر نصاب الشهادة لا الدعوىٰ (ولا عبرة لاختلاف فی المطالع)

۲۔ ویلزم حکم اهل احدے البلدتین لاهل بلدة اخرىٰ وجه قول المثبتین۔ ان سبب الوجوب وهو شهود الشهر لم یوجد فی حقهم۔ فلا یوجب وجوده فی حق غیرهم۔

۳۔ فقد ثبت عن النبی الله علیه وسلم اجاز شهادة الواحد فی رمضان اخرج اصحاب السنن وفی سنن الدار قطنی بسند ضعیف ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان لا یجزی فی الافطار الا شهادة الرجلین ہ

درج بالا بیانات صحیح ہیں یا غلط ؟ چاند سے متعلق اعلان کے معتبر اور غیر معتبر ہونے کے بارے میں بحوالہ بیانات کتب معتبر و مستند وضاحت فرمائیں آپ کا فتویٰ ہمارے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے اس سے پیشتر بھی غیر معتبر فانہ و غیر معروف علماؤ پر بہت سے متنازع فیہ مسائل کے حل کے بارے میں آپ سے استفادہ کیا گیا اور آپ کے فتاویٰ ہر لحاظ سے قابل عمل سمجھیں گئے ہیں۔

جواب: مندرجہ بالا بیانات صحیح ہیں اور ہماری فقہی کتابوں میں مذکور ہیں۔ البتہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اسی طرح ۲ میں جو مسئلہ لکھا گیا ہے۔ وہ بھی مختلف فیہ ہے۔ اس میں راجح یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہونا چاہیے اور ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر والوں کے حق میں حجت ہے بشرطیکہ مطالع کا فرق نہ ہو۔

سوال: اگر ایک بہو اپنے سسر پر زنا کا دعویٰ کرے اس پر حرمت مصاہرہ لازم آتی ہے یا کہ نہیں۔

جواب: اگر شوہر اس کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

جاوید اقبال

سوال : ہمارے ایک عزیز عرصہ ۲ سال سے کسی بیماری کی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق کی طرف توجہ بالکل نہیں دے رہے تقریباً ۲ سال سے زیادہ ہوگئے ہیں کئی رشتہ دار کہتے ہیں کہ اس طرح نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کی بیوی شرم حیا کی وجہ سے کچھ نہیں بولتی۔ اس کے لیے آپ سے گذارش ہے کہ کیا وہ میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں

جواب: اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا، بیوی کے خاندان کے لوگوں کو چاہیے شرفا کے ذریعہ شوہر سے کہلائیں

کہ اگر وہ بیوی کے حقوق ادا نہیں کر سکتا تو اسے طلاق دیدے۔

محمد الیاس۔

سوال: میں یہاں دبئی میں آوارہ گردی کا عادی بن گیا تھا۔ میں آوارہ گردی پہ پریشان تھا۔ لیکن عادت بن گئی تھی۔ ایک دن میں نے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اگر آئندہ کے لیے میں نے اس قسم کی حرکت کی تو میری بیوی کو طلاق ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود میں نے اپنی عادت برقرار رکھی۔ اور دل میں یہ سوچا کہ اس میں بیوی کا کیا قصور، اس کو طلاق نہیں ہوگی۔ ابھی میں اپنے کیے پر پشیمان ہوں کہ کیا کروں۔

جواب: آپ کی بیوی کو ایک طلاق ہوگئی۔ اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تھا تو دوبارہ نکاح کر لیجیے۔ بشرطیکہ بیوی بھی راضی ہو اور وہ آوارہ گردی کی وجہ سے آپ کو ناپسند نہ کرنے لگی ہو۔

محمد افضل

سوال: مولانا صاحب: ہوائی جہاز سے جانے والے عازمین حج کو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ماہ دو روز کی واپسی کی تاریخ ملی تھی۔ تقریباً نصف حاجیوں کو روانہ ہونے سے پہلے اطلاع ملی کہ مدینہ شریف حج کے بعد جانے کی اجازت ہے۔ حج سے پہلے نہیں جا سکتے۔ میرا جہاز جس روز مکہ شریف پہنچا ہے تو اس جہاز کے تمام حاجیوں کو منیٰ جانے میں صرف دس روز باقی تھے۔ اور ان تمام حاجیوں کو ۲۲ روز مکہ شریف اور حج کے سفر میں گذارنے ہیں اور آخر کے دس روز مدینہ شریف اور جدہ میں گذارنے ہیں۔ کیونکہ ہم لوگوں کو مدینہ شریف حج سے پہلے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اور اس کی اطلاع جانے سے پہلے ہی کراچی میں مل گئی تھی اب مسئلہ یہ ہے کہ پانچ روز جو حج کے سفر میں گذارنے ہیں جو کہ مکہ شریف سے تقریباً چار پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے تو حج کے سفر کے دوران نمازیں پوری پڑھنی ہیں۔ یا قصر اور مکہ شریف میں کوئی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے باجماعت سے رہ جائے۔ تو وہ نماز پوری پڑھنی ہے یا قصر۔ مدینہ شریف اور جدہ میں تو بہرحال قصر ہی پڑھنی ہوں گی کیونکہ یہاں پندرہ روز سے کم کا قیام ہے۔

ج: مقیم ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ایک ہی جگہ کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اور مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات، ایک جگہ نہیں۔ بلکہ الگ الگ تین جگہیں ہیں۔ اس لیے جن لوگوں کو منیٰ جانے سے پہلے مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا وقفہ مل جائے۔ وہ مقیم ہوں گے۔ اسی طرح منیٰ کے اعمال سے فارغ ہوکر پندرہ دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا ہو تب بھی مقیم ہوں گے۔ لیکن جن لوگوں کو منیٰ جانے سے پہلے یا منیٰ سے آنے کے بعد مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا وہ مسافر ہوں گے۔ چنانچہ آپ مسافر تھے۔

بندۂ خدا۔

س: نماز جمعہ میں خطبہ کے دوران وقفہ آتا ہے کیا اس وقفہ میں دل میں دعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں۔

ج: زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں دعا کر سکتے ہیں۔

س: کیکڑے جو کہ کراچی کے تمام ہوٹلوں میں کھائے جاتے ہیں یہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔

ج: جائز نہیں۔ مکروہ تحریمی ہے۔

س: مغرب کی نماز میں تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ آخری رکعت امام صاحب کے ساتھ پڑھی باقی دو رکعت میں الحمد للہ کے بعد کوئی اور دعا پڑھیں گے یا نہیں۔

ج: پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، اور سورۃ پڑھ کر قعدہ کریں۔ دوسری رکعت میں تسمیہ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر آخری قعدہ کریں۔

ایک یادگار تحریر

مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون ؟

محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نور اللہ مرقدہٗ ۔

یہ تحریر آج سے ٹھیک دس سال قبل ۱۹۷۴ء میں اس وقت لکھی گئی ۔ جب استعماری اولاد قادیانی ابھی تک دہشت گردی کے میدان میں جونیئر تھے ۔ اب قادیانیوں کی طرف سے مولانا محمد اسلم قریشی، قاری محمد اشرف کا اغواء اور قاری بشیر احمدؒ اور جناب اظہر رفیقؒ کی شہادت، قادیانیوں کے عزائم بد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ (مدیر)

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کا سب سے ہوشیار دشمن "برطانیہ" ہے ۔ عالم اسلام کی تمام تر مشکلات کا سرچشمہ "برطانیہ" کا وجود ہے ۔ سرزمین متحدہ ہندوستان میں اسلامی وحدت اور اسلامی قوت کو جتنا نقصان برطانیہ سے پہنچا ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملے گی ۔ مذہب اسلام میں "جہاد" کا مسئلہ اس کے لیے ناقابل برداشت تھا ۔ میدان عرفات میں عالم اسلام کا حیرت انگیز اجتماع اور اتحاد اسلامی کا یہ حیرت انگیز مظاہرہ اس کے ناقابل برداشت تھا ۔ یہ اور اس قسم کے اور مسائل کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدہ "ختم نبوت" سے تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم الانبیاء" ہیں اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں ۔ اور یہ تمام احکام الٰہیہ انہی کی شریعت مقدسہ کا حصہ ہیں ۔ بیک قلم یہ تو مشکل تھا ۔ کہ "نبوت و رسالت" کے لیے کوئی مدعی پیدا کیا جائے ۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ۔ قتل کیا گیا اس لیے ضرورت اس کی تھی کہ اس مقصود کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھائے جائیں ۔ اس مقصد کے لیے موضع "قادیان" ضلع گورداسپور میں ایک صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب عمل میں آیا ۔

یہ پروگرام اس انداز سے شروع کیا گیا کہ مسلمان بدک نہ جائیں ۔ اور دعویٰ برداشت کیا جا سکے ابتداءً اس کا ظہور "مبلغ اسلام" "داعی اسلام" کی حیثیت سے ہوا ۔ پھر بہت جلد "مجدد" ہونے کا دعویٰ کیا ۔ یہ دعویٰ مسلمانوں کے لیے انوکھا نہ تھا ۔ بہت سے "مجددین" اسلام میں آئے اور احیائے دین و تجدید دین کرتے رہے ۔

پھر دعویٰ کیا کہ میں "مہدی" ہوں اور وہی "مہدی" جن کا ذکر احادیث نبویہ اور عقائد اسلامیہ میں ہے ۔

پھر آگے بڑھا اور دعویٰ کیا کہ "مسیح ابن مریمؑ" کا "مثیل" ہوں (یعنی ان جیسا ہوں) پھر دعویٰ کیا کہ خود "مسیح ابن مریم" ہوں جن کا ذکر اسلامی عقائد میں ہے تاکہ نبوت و رسالت کے راستے سے جدید احکام کا حکم دینا آسان ہو جائے ۔

اب مسلمانوں اور علماء کے کان کھلے۔ اور تردید و تنقید کا دروازہ کھل گیا آخر ہوتے ہوتے اس نے "نبوت" کا دعویٰ کیا جب کہا گیا کہ نبوت ختم ہوچکی تو یہ اصطلاح گھڑی کہ میں "ظلی اور بروزی" نبی ہوں۔ "ظل و بروز" کے پردے میں آگے بڑھنا چاہا۔

پھر کہا کہ میں "حقیقی نبی" ہوں لیکن غیر تشریعی اور مجھ "وحی" آتی ہے اور جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کا نام "ٹیچی ٹیچی" ہے۔

پھر دعویٰ کیا کہ میری وحی میں "امر" بھی ہے اور "نہی" بھی یعنی کرنے نکرنے کے احکام ہیں۔

رفتہ رفتہ "نبی و رسول" ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن مجید کی سورہ صف آیت - ۶ "ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد" (یعنی عیسیٰ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔) میں میری نبوت کی پیشن گوئی ہے کیونکہ میرا نام غلام احمد ہے۔

پھر دعویٰ کیا کہ سورۃ فتح میں (محمد رسول اللہ) میرے حق میں ہے۔ میں احمد بھی ہوں اور محمد بھی۔

برطانیہ کی پوری حمایت و اعانت اور حفاظت اس مدعی نبوت کو حاصل تھی۔ جب یہ آخری منزل، جس کے لیے یہ تمام دعوے بطور تمہید تھے۔ آگئی تو بزعم خود نبی اور رسول بن بیٹھے تو اب نئے نئے احکام کے لیے راستہ صاف ہوگیا۔ پھر حسب ذیل دعوے کیے۔

۱ برطانوی حکومت اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے۔
۲ اس کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔
۳ جہاد میرے آنے سے منسوخ ہوگیا۔
۴ حج بیت کے لیے جانے کی حاجت اب باقی نہیں رہی
۵ جو شخص میری نبوت سے انکار کرے وہ "جہنمی" ہے
۶ جو مجھ پر ایمان نہ لائے وہ صحرا کے "خنزیر" اور کتیوں سے بدتر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں جھوٹے دعوے۔

برطانیہ جب دوسری جنگ عظیم میں اپنی مقبوضات چھوڑنے پر مجبور ہوگیا اور ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہو گیا تو جاتے جاتے پاکستان کے لیے مختلف فتنے پیدا کر گیا سب سے بڑا فتنہ یہ کھڑا کیا کہ حکومت پاکستان کا سب سے پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی ہوگا۔ بنگال کو تقسیم کرایا، پنجاب کو تقسیم کرایا۔ باؤنڈری کمیشن کے ذریعہ پاکستان کے علاقے ہندوستان کو دیئے جس سے پٹھانکوٹ ان کی طرف چلا گیا۔ اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ اور مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان نے ناجائز قبضہ جمالیا۔

باقی ص پر

بقیہ : خصائل نبوی

کو بتلا سکے اور خود عمل کرنے کی کوشش کرے) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اوپر چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت (صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے اور جب مشرق کی طرف اوپر ہوجاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت (چاشت کی نماز جس کا مفصل بیان دوسرے باب میں آرہا ہے) پڑھتے تھے ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت (یہ چھ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں) اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے۔ چار رکعت کے درمیان بیٹھ کر ملائکہ مقربین اور انبیاء و مومنین پر سلام بھیجتے تھے۔

فائدہ اس سے التحیات بھی مراد ہوسکتی ہے کہ اس میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ (الخ) ہوتا ہے اس صورت میں حدیث میں جہاں جہاں چار رکعت بیان کیا گیا ہے سب کو شامل ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے دو رکعت پر سلام پھیرنا مراد ہو تو مقصود یہ ہے کہ ان چار رکعتوں میں جو عصر سے قبل پڑھی جاتی ہیں دو پر سلام پھیر دیتے تھے۔ عصر کی نوافل دو رکعت دونوں طرح سے ثابت ہے۔ خود حضرت علی رضہ سے بھی دونوں روایتیں ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی

ملک وقوم کی سطح پر اسلامی معاشرہ کی ضرورت

یہ تقریر خطبۂ جمعہ سے پہلے ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء کو جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں کی گئی۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۴۳)

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ ... ...

میرے بھائیو اور دوستو! آپ کو معلوم ہے کہ جب چھٹی صدی عیسوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اس وقت دنیا سے ایمان وعقیدہ، اعمال حسنہ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بکلی و کلیۃً مفقود نہیں ہوئی تھی، کہیں کہیں اس کے آثار پائے جاتے تھے، ایسے افراد موجود تھے جو اپنی اپنی جگہ پر صحیح عقیدہ بھی رکھتے تھے۔ اور عمل بھی کرتے تھے، خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہودیوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون اٰیات اللہ اٰناء اللیل وھم یسجدون ٥ یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر و یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصالحین ٥ (سورۃ آل عمران: ۱۱۴)

یہ بھی ایک جیسے نہیں ہیں ان اہل کتاب میں کچھ لوگ (اللہ کے حکم) قائم بھی ہیں جو رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں۔ اور (اس کے آگے) سجدے کرتے ہیں۔ اور اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر لپکتے ہیں اور یہی لوگ نیکوکار ہیں۔

دنیا ایمان وعقیدہ، عمل صالح، اور اللہ کی معرفت سے ان کمزوریوں کے ساتھ جو امتداد زمانہ اور عہد نبوت سے بُعد و فاصلہ سے ان میں پیدا ہوگئی تھیں، بالکل خالی نہیں ہوگئیں تھی۔ خواہشات نفس اور ماحول کے فساد سے جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں وہ پورے معاشرہ کی پوری زندگی پر حاوی ہوگئی تھیں۔ اور جو فاسد وظالم نظام وماحول قائم ہوگیا تھا اس کا اثر ضرور پڑا تھا، مگر اچھے لوگ موجود تھے۔ ان افراد کی مثال ایسی تھی جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکتا ہے۔ یہاں سے اڑ کر اُدھر چلا گیا، اُدھر سے اڑ کر ادھر آگیا۔ نہ مسافر کو اس سے راستہ مل سکتا ہے اور نہ کوئی اس کی روشنی میں اپنا کام کرسکتا ہے کہ کچھ سی پرولے یا حشرات کو پہچان لے، راستہ کے نشیب وفراز دیکھ لے اور ٹھوکر نہ کھائے۔ وہ روشنی ایسی نہیں ہوتی۔ جاہلیت کی شب ظلمت میں ان افراد کے نور ایمانی کی جو ان کے قلب کے اندر تھا۔ حقیقت اس سے زیادہ نہیں تھی جتنی برسات کی اندھیری رات میں کہیں کہیں جگنو کی چمک نظر آتی ہے، اس جگنو کی روشنی سے کوئی اپنا دیا جلا نہیں سکتا اس وقت ان افراد کی حالت ایسی ہی تھی۔ وہ افراد کہیں کم تھے کہیں زیادہ تھے نسل انسانی کی بدقسمتی یہ نہیں تھی کہ اچھے افراد نہیں تھے، افراد تھے، لیکن افراد اس صورتِ حال میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں پیدا کرسکتے تھے، وہ افراد منتشر تھے، کمزور تھے۔ ان افراد کے اندر دعوت کا جذبہ نہیں تھا، حالات سے جو بے چینی ہوتی

چاہیے کہ آدمی کی روح سلگتی رہے، اور اس کا دل جلتا رہے، اس کی آنکھیں اشکبار رہیں اور اس کو کسی کل چین نہ آئے ان افراد کی حالت یہ بھی نہ تھی، وہ افراد یا تو اصلاح سے مایوس ہوگئے تھے اور اپنی خیر مناتے تھے کہ ہمارا ہی ایمان محفوظ رہ جائے، جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضؓ نے اپنی طلب ہدایت کی سرگزشت میں بیان کیا ہے، کہیں کسی کلیسا میں بیٹھا ہوا کوئی آدمی ملتا، کہیں کسی خانقاہ میں پناہ گزیں کوئی اللہ کا نام لینے والا ملتا، لیکن دنیا جس روش پر جا رہی تھی، اس روش کی تیزی کو کم کرنے کے لیے بھی (رخ تبدیل کرنا تو بہت بڑی چیز ہے یہ تو اولوالعزم پیغمبروں ہی کا کام ہے) یہ افراد کچھ مؤثر و مفید نہیں تھے، جس رفتار کے ساتھ دنیا ہلاکت کے خندق کی طرف جا رہی تھی اس میں تھوڑا سا سکون پیدا کرنے اور بریک لگانے کی طاقت بھی کسی میں نہیں تھی۔

اس دنیا کی بدقسمتی یہ نہیں تھی کہ سرے سے کہیں اللہ کا نام لینے والا کوئی نہیں تھا۔ ایسا نہیں تھا، دنیا کی بدقسمتی اور عالم انسانی کا سب سے بڑا خلا تھا کہ صحیح اعتقاد اور اس اعتقاد کے مطابق عمل کرنے کا عزم و جذبہ، انسانی سیرت و اخلاق کی بلندی اور عملی نمونہ قوموں کی سطح پر، ملکوں کی سطح پر اور عالمگیر دعوت کی سطح پر نہیں تھا، افراد تھے مگر معاشرہ نہیں تھا، شہروں میں ایک دو گھر محفوظ تھے مگر پاکیزہ ماحول اور سوسائٹی نہیں تھی۔ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ایک پورا معاشرہ ایک مکمل اور وسیع ماحول قائم ہو۔ ایک صاحب اقتدار مؤثر قوم صحیح عقیدہ، صحیح عمل، صحیح اخلاق اور صحیح طرز زندگی کی داعی اور اس کا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آئے۔ اس دنیا کی یہی بدقسمتی تھی۔ جس کی وجہ سے ہدایت کا کام چل نہیں رہا تھا، انسانیت معطل اور مفلوج ہو کر رہ گئی تھی، اس پر فالج کا ایسا حملہ ہوا تھا کہ جو لوگ غلط کو غلط سمجھتے تھے: وہ انسانیت کے مستقبل سے بالکل مایوس ہوگئے تھے۔ اور کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی غار کی گہرائی میں اپنا ایمان اپنے سینے سے لگائے ہوئے اور اس پر چراغ ہدایت کو دامن کے نیچے لیے ہوئے کہ ہوا کا کوئی تیز جھونکا اس شمع کو بجھا نہ دے، جیسے اس نے قوموں کے چراغ، بڑے بڑے ملکوں کے چراغ گل کر دیئے (وہ ڈرتے تھے کہ) ہمارے چراغ ہدایت کو بھی ہوا کا کوئی جھونکا گل نہ کر دے۔ فرشتوں کو تخلیق آدم پر بڑا اعتراض تھا، وہ کہتے تھے "اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء" (کیا تو زمین میں ایسے کو رکھنے والا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا) اس اعتراض کا جواب دینے اور انسان کی ضرورت اور افادیت ثابت کرنے کے لیے دنیا میں کوئی کوشش نہیں ہو رہی تھی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی اور آپ کی بعثت کے ساتھ ایک اور بعثت فرمائی۔ بہت سے لوگوں کے لیے یہ تعبیر بھی شاید نئی ہو اور شاید کچھ الجھن پیدا کرنے والی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت "بعثت مقرونہ" تھی جیسا کہ حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" میں لکھا ہے کہ بعثت کی دو قسمیں ہیں ایک اکہری بعثت (بعثت واحدہ) نبی کی بعثت، دوسری "بعثت مقرونہ" یعنی نبی کی بعثت کے ساتھ ایک امت کی بعثت، تو آپ کی بعثت کے ساتھ ایک پوری امت مبعوث کی گئی، اس لیے کہ دنیا کی گمراہی، دنیا کی خودکشی کرنے کا جذبہ اور اس کا عزم و فیصلہ اس حد تک پہنچ گیا تھا۔ اور دنیا کا مستقبل خطرہ سے اتنا دوچار تھا کہ افراد کی سعی اس صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی تھی، اس کے لیے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا، دوسری طرف ایک پوری امت کو مبعوث فرمایا، اس کے لیے قرآن مجید میں جو الفاظ آئے ہیں ان کی بعثت ہی سے تعبیر کی جا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس۔	اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔

(البقرۃ: ۱۴۳)

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ۔ (آل عمران : ۱۱۰)

مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

"اخرجت للناس" کا لفظ بتاتا ہے کہ یہ امت کوئی سبزۂ خودرو نہیں تھی جیسے جنگل کی گھاس ہوتی ہے، یا جنگلی درخت ہوتے ہیں کہ اُگ آئے، نہیں بلکہ "اخرجت للناس" مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا اور اس کی نسبت اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف ہے۔ خروج اور اخراج میں فرق ہے۔ خروج اپنا ذاتی فعل ہے، انفرادی فعل ہے اور اخراج کسی دوسری طاقت بالا اور اتم کا فعل ہے۔

چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ کو نبوت و رسالت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرنا تھا۔ اور قیامت تک کے لیے آپ کے دین کو قائم رکھنا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی گاڑی کو چلانے کے لیے اور اس کے چلتے رہنے کے لیے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھ پوری امت کی بعثت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جانتے تھے اور اپنے لیے اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے تھے، چنانچہ جب رستم نے حضرت ربعی بن عامر سے پوچھا کہ "ما الذی جاء بکم؟" (تمہیں کون سی چیز یہاں لائی؟) تم اپنے صحرا سے نکل کر یہاں کیوں آئے، اس کا محرک کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا "اللہ ابتعثنا" اللہ نے ہم کو بھیجا ہے، تاکہ ہم لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی غلامی اور اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگی سے ان کو نکال کر کونین کی بے کراں وسعتوں سے آشنا کریں اور مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام کے انصاف کے مزہ سے آشنا کرائیں اسی لیے انہوں نے اس موقع پر "ابتعثنا" کا لفظ استعمال کیا۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر دور میں دنیا کے لیے ضرورت رہی ہے کہ ایک مکمل معاشرہ ایک ملت اور ایک عالمگیر دعوت کی سطح پر اسلامی زندگی پائی جائے یہ کہنا کافی اور مفید نہیں کہ صاحب کتابوں کے اندر پورا اسلام موجود ہے، دیکھ لیجئے پڑھ لیجئے! یا آپ کہیں کہ اگر آپ کو معلوم کرنا ہو کہ اللہ شناسی کیا ہوتی ہے، اللہ کا خوف کیا ہوتا ہے، اچھے اخلاق کیا ہوتے ہیں تو ہم آپ کو فلاں بزرگ سے ملادیں گے، اس سے دنیا ہدایت نہیں پاتی اور دنیا میں انقلاب رونما نہیں ہوتا۔ دنیا اس وقت تک توجہ اور غور کرنے پر مجبور ہوتی ہے، جب پورے معاشرے کی سطح پر، پورے تمدن کی سطح پر عالمگیر اسٹیج پر (جس پر تمام دنیا کی نگاہیں پڑتی ہیں) صحیح اور مکمل اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کیا جائے۔ اور قوموں اور ملکوں کی نگاہیں یہ اندازہ لگا سکیں کہ اسلام کا عقیدہ انسانی زندگی میں یہ تبدیلی پیدا کرسکتا ہے، اللہ کے یہاں سے آئی ہوئی روشنی اور ہدایت کا نور اس کی زندگی کو اس طرح چمکاتا اور سنوارتا ہے، شریعت کی تعلیمات کس طرح کا معاشرہ پیدا کرتی ہیں، کس طرح کے اخلاق پیدا کرتی ہیں، جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک انسانیت کیا انسانیت کا کوئی چھوٹا سا کنبہ اور عالم انسانی کا ایک چھوٹا سا گوشہ بھی توجہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

آج بھی دنیا کی ضرورت یہ ہے کہ کسی ملک کا پورا معاشرہ اسلامی زندگی کی نمائندگی کررہا ہو۔ اسلامی اخلاق کیسے ہوتے ہیں، مسلمان کس طرح اس پر یقین رکھتا ہے کہ "الصدق ینجی والکذب یہلک" (سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاک کردیتا ہے) اس کے دل کی گہرائی میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ صحیح کردار نجات دیتا ہے، کامیاب کرتا ہے اور غلط بیانی اور غلط طرز کی زندگی انسان کو ہلاک کرتی ہے، اس کو یقین ہو کہ "العاقبة للمتقین" انجام متقین ہی کا ہوتا ہے۔ اس کو یقین ہو کہ "قد افلح من زکاها وقد خاب من دساها" (کامیاب ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا)، اس کو یقین ہو "وان الدار الآخرة لهی الحیوان" (آخرت کی زندگی ہی حیات اصلی ہے) اس کو یقین ہو کہ نصرت اللہ کی طرف سے آتی ہے، اچھے اعمال میں تاثیر ہے

باقی صفحہ

بقیہ : اسلامی معاشرہ کی ضرورت

غلط اعمال کرنے سے ناکامی ہوتی ہے اور صحیح زندگی اختیار کرنے سے کامیابی ہوتی ہے ۔ یہ حکومتوں کی سطح پر، ملکوں کی سطح پر، معاشروں کی سطح پر، سوسائٹی کی سطح پر ہوا اور منظر عام پر یہ حقیقت جلوہ گر ہو۔ آج ہم کسی ایک ملک کا نام نہیں لے سکتے کہ تم آنکھ بند کرکے اس میں چلے جاؤ دیکھ لو کہ اسلام کیا ہوتا ہے ۔ اسلامی اخلاق کیا ہوتے ہیں، مسلمان جھوٹ نہیں بولتا، مسلمان ناپ تول میں کمی نہیں کرتا، مسلمان دھوکہ نہیں دیتا، مسلمان زر کا پرستار نہیں ہے، مسلمان عاجل اور وقتی منافع کے لیے آجل اور دائمی منافع کو قربان نہیں کرتا۔ مسلمان اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا، مسلمان ظلم کرنا نہیں جانتا، مسلمان نے دھوکہ دینے کا سبق نہیں پڑھا، مسلمان کو بڑی سے بڑی سیم وزر کی تھیلی اور بڑی سے بڑی پیش کش خرید نہیں سکتی، مسلمان اپنے ضمیر کا سودا نہیں کرتا، مسلمان جس بات کو حق سمجھتا ہے اس پر اپنا گھر لٹا سکتا ہے، اس پر اپنے خاندان کو خطرہ میں ڈال سکتا ہے، اپنے پیٹ پر پتھر باندھ سکتا ہے، فاقہ کر کرکے مرسکتا ہے، لیکن کفر و ضلالت اور ظلم وستم کا راستہ نہیں اختیار کرسکتا۔ آج پوری دنیا نے اسلام کی سب سے بڑی احتیاج، اس کا سب سے بڑا فاقہ، اس کا سب سے بڑا فقر، اس کی سب سے بڑی طلب، اس کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا معاشرہ تیار ہوجائے، جس کی طرف انگلی اٹھا کر ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکیں کہ اسلام دیکھنا ہو تو اس معاشرہ کو دیکھ لو۔

(جاری ہے)

بقیہ : مسلمانوں سے اپیل

• یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس کے ڈاکو۔ اسلام کے غدار۔ ملت اسلامیہ کے دشمن نمبر ایک ہیں۔ اور پاکستان کو اکھنڈ ہندوستان بنانے کا الہامی عقیدہ رکھتے ہیں۔

قادیانی غالیوں نے مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ ختم نبوت سیالکوٹ اور قاری اشرف ہاشمی کو اغوا قتل کیا ہے نیز مولانا اللہ یار ارشد خطیب جامع مسجد احرار ربوہ کو اغوا کرکے ان پر قاتلانہ تشدد کیا ہے۔ مگر اللہ نے ان کی جان بچائی ہے۔ ۲۹ اکتوبر سنہ ۸۴ء کے دن قاری بشیر احمد صاحبؒ مدرس جامعہ رشیدیہ ساہی وال اور اطہر رفیقؒ طالب علم پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ساہیوال کو وحشیانہ فائرنگ کرکے شہید کردیا ہے۔ لہذا ہم مسلمانان پاکستان سے ان کی غیرت ایمانی اور حمیت مسلمانی کی بنا پر اپیل کرتے ہیں کہ قادیانی مجرموں کو جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچانے کا صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور گورنر پنجاب سے پرزور مطالبہ کیا جائے۔

• نیز شیزان کی کوئی چیز نہ فروخت کریں۔ اور نہ ہی استعمال کریں۔

منظور الٰہی ملک اعوان

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو شخص اپنے بھائی کے پس پشت اس کی آبرو کی حفاظت کرے گا (یعنی اس کے عیب کا دھبہ اس کے دامن سے دور کرے گا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کی آگ سے دور کرے گا۔

(بروایت ترمذی)

حضرت عیاض ابن حماد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تم باہم تواضع سے پیش آؤ نہ ایک دوسرے پر زیادتی کرو نہ ایک دوسرے پر فخر کرو۔

(مسلم شریف)

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

نعت شریف

نغمۂ دلِ صلِّ علیٰ وردِ زباں رہتا ہے
ہر گھڑی سامنے رحمتؐ کا سماں رہتا ہے

جب مدینے کے در و بام نظر آتے ہیں
دلِ بے تاب کو پھر ہوش کہاں رہتا ہے

یادِ سرکارؐ بہ ہر گام ہے رہبر میری
کاروانِ شوق کا ہر حال میں رواں رہتا ہے

مجھ سے عاصی پہ ہے انوار و کرم کی بارش
لطفِ محبوبؐ خدا شاملِ جاں رہتا ہے

فیض سے جس کے ہوا ایک زمانہ روشن
لبِ مشتاق پہ اس کا ہی بیاں رہتا ہے

تا ابد مرجعِ عالم ہے وہ ہستی جس میں
رحمت عالمیاں، جانِ جہاں رہتا ہے

میں رقم کرتا ہوں جب نعت پیمبرؐ حافظؔ
لطف ان کا مری جانب نگراں رہتا ہے

حافظ لدھیانوی